مسلمان سربراہانِ مملکت بالخصوص صدرِ پاکستان خصوصی توجہ فرماویں

توہینِ رسالت دہشت گردی ہے!

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم العالیہ
(شیخ الحدیث جامعہ خیرالمدارس ملتان)

تقریباً وقتاً فوقتاً سربراہانِ مملکت اعلان کرتے رہتے ہیں کہ دہشت گردی روکیں گے، دہشت گردی جڑ سے اکھیڑ دیں گے اور دہشت گردی ختم کرنے میں ایک دوسرے سے تعاون کریں گے۔ خصوصاً صدرِ مملکت جہاں کہیں بھی دورے پر گئے مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا کہ دہشت گردی ختم کرنے میں ایک دوسرے سے تعاون کریں گے۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دہشت گردی کی وضاحت نہیں کی جاتی کہ دہشت گردی کیا ہے؟ حتیٰ کہ اعلانِ مکّہ میں بھی دہشت گردی کی وضاحت نہیں کی گئی۔ بظاہر ان کے نزدیک دہشت گردی یہ ہے کہ امریکہ مخالف جہادی تنظیمیں دہشت گرد ہیں یا جو بھی امریکہ مخالف ذہن رکھتا ہے وہ دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے اور اس کو القاعدہ کا ساتھی قرار دے کر امریکہ کے حوالے کیا جاتا ہے یا منظر سے غائب کر دیا جاتا ہے۔ جس کا کسی کو بھی علم نہیں ہوتا کہ وہ زندہ ہے یا مردہ، اپنے ملک میں ہے یا کسی دوسرے ملک کے حوالے کر دیا گیا۔ اس سے زیادہ ان سربراہان کے نزدیک دہشت گردی کا کوئی تصور نہیں ہے اس لیے کہ ہمارے سربراہان مرعوب ہونے کی وجہ سے امریکہ کی بتلائی ہوئی دہشت گردی کو ہی دہشت گردی کہتے ہیں۔

دہشت گردی کی تعریف:

''دہشت گردی''...... یہ فارسی زبان کا لفظ ہے اور فارسی کی مشہور لغت غیاث اللغات صفحہ ۲۱۹ پر دہشت کا معنیٰ لکھا ہے حیرت وسراسیمگی اور صفحہ ۲۶۷ پر سراسیمہ کا معنی شوریدہ یعنی پریشان لکھا ہے۔ اسی طرح عربی لغت مصباح اللغات صفحہ ۲۳۹ پر **دهشاً** کا معنی متحیر ہونا لکھا ہے۔ لغت کی ان دونوں کتابوں سے معلوم ہوا کہ دہشت کا معنی ہے حیرانی، پریشانی، مدہوشی اور دہشت گرد کا معنی ہے حیرانی، پریشانی اور مدہوشی پھیلانے والا۔ لہٰذا ہر وہ شخص دہشت گرد کہلائے گا جو انسانوں کو پریشانی میں مبتلا کرتا ہے اور امنِ عامہ کو نقصان پہنچاتا ہے، جس سے عوام پریشان ہو جاتی ہے۔ دہشت گرد اپنی قوت کے ذریعے دوسرے کی رائے بدل دیتا ہے۔ اسی طرح جو بھی شخص انسانوں کی قیمتی چیزوں کا نقصان کرے وہ دہشت گرد ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دہشت گردی کو روکنے کے لیے ایک اصول تجویز فرمایا ہے:

''**المسلم من سلم المسلمون من لسانه و يده**'' یعنی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں۔

گویا کہ دہشت گردی کی ابتدا زبان اور ہاتھ سے ہوتی ہے۔ اگر ابتدائی مرحلہ میں ہی روک دی جائے تو ملک میں امن و سلامتی پھیلتی ہے کہ اسلام نام ہی امن وسلامتی کا ہے۔ سب سے پہلے انسان زبان سے گالی اور ہاتھ سے تھپڑ اور مکے کے

ذریعے دوسرے کو پریشان کرتا ہے اگر اس پر ابتدا میں ہی قابو پالیا جائے تو دہشت گردی ابتدا میں ہی ختم ہو جاتی ہے۔

ہاتھ کی دہشت گردی پروان چڑھتی ہے تو دوسروں کے مال کی چوری کرنا، ڈاکے ڈالنا، قتل کرنا، دوسرے کے گھر طاقت کے زور سے گھس جانا، دوسرے کے گھر یا زمین پر قبضہ کر لینا جیسے جرائم سرزد ہوتے ہیں۔ جس سے لوگ پریشان ہوتے ہیں اور امن عامہ خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اسی بنا پر اگر کوئی ملک دوسرے ملک پر چڑھائی کر دیتا ہے تو بڑے درجہ کی دہشت گردی شمار ہوگی۔ جیسا کہ امریکہ افغانستان میں گھس کر یا پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ڈرون حملوں کے ذریعے اور اسی طرح انڈیا، کشمیر میں گھس کر دہشت گردی کر رہے ہیں اور کوئی ملک بھی ان کو رکنے کی بات نہیں کر رہا۔

ایسے ہی جب زبان کی دہشت گردی پروان چڑھتی ہے تو الزام لگا کر یا جھوٹا مقدمہ درج کروا کے یا جھوٹی گواہی دے کے یا جھوٹی تہمت لگا کر لوگوں کو پریشان کرتی ہے اور امن عامہ کو تباہ کرتی ہے۔ اس کا سد باب کرنے کے لیے اسلام نے تعزیر اور زنا کی تہمت (چونکہ سنگین دہشت گردی ہے اس لیے اس) کی سزا اسی کوڑے مقرر کی ہے تا کہ امن عامہ میں خلل نہ آئے اور نقض امن نہ ہو۔ جب سے کافروں کا مسلمان ملکوں پر تسلط ہوا ہے اس وقت سے کفار نے اسلحہ کے زور پر مسلمان ملکوں میں دہشت گردی پھیلا رکھی ہے۔ اسی طرح سے انہوں نے زبان کی دہشت گردی کو انتہا تک پہنچا کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کی توہین کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جو کہ تمام مسلمانوں کے لیے پریشانی کا سبب ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کی توہین اتنی سنگین دہشت گردی ہے کہ ہر مسلمان محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ناقابلِ برداشت اذیت محسوس کرتا ہے یہاں تک کہ توہین کرنے والے کو مارنے کے لیے بھی تیار ہو جاتا ہے۔

ایک ضابطہ ملحوظ رہے کہ دوسرے کی جان، مال، عزت پر حملہ کرنے والا دہشت گرد ہے اور ان چیزوں کی حفاظت کرنے والا مجاہد کہلاتا ہے، اگر ان چیزوں کو بچاتا ہوا مارا جائے تو شہید کہلاتا ہے۔ اس لیے جو ناموسِ رسالت پر حملہ کرتا ہے وہ دہشت گردی کرتا ہے اور جو اس کی پاسبانی کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید کہلاتا ہے۔

اس سے دو امر ثابت ہوئے۔

(۱) کسی کی جان، مال اور عزت پر حملہ کرنے والا دہشت گرد ہے۔

(۲) دہشت گردی کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا جانے والا شہید ہے اور ردِ عمل میں دہشت گرد کو مارنے والا مجاہد ہے دہشت گرد نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا سب سے بڑا دہشت گرد ہے:

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا ایک شخص کو نہیں بلکہ کل اُمّتِ مسلمہ کو پریشانی میں مبتلا کرنے والا ہے لہٰذا یہ سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے والا قرآن پاک کی رُو سے واجب القتل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان کے لیے دنیا میں اور آخرت میں اللہ کی

طرف سے لعنت اور آخرت میں ان کے لیے دردناک عذاب ہے تیار ہے۔''

دنیا میں لعنت کا مطلب یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ لہٰذا یہ جرم قابلِ قتل ہوا تو ایسے مجرم کو دہشت گرد قرار دیا جائے گا جس کا مرتکب قابلِ قتل ہو۔

۳۔ جس کارروائی کے ردِعمل میں قتل کا حکم ہو وہ دہشت گردی ہے اور توہینِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ردِ عمل میں قتل کرنے کے واقعات معروف ہیں مثلاً متحدہ ہندوستان میں غازی علم الدین شہید اور پاکستان (سندھ) میں حاجی مانک شہید کے قصے معروف ہیں۔

۴۔ جس ذات کی عزت پر مسلمان جان، مال اور اولاد قربان کرنے کے لیے تیار ہوجاتا ہے اس کی توہین کا بدلہ لینے کے لیے تمام مسلمان اپنی جان، مال، اولاد اور عزت قربان کرنے کے لیے تیار ہیں اس لیے توہینِ رسالت کو سب سے بڑی دہشت گردی قرار دیا جائے گا۔

۵۔ اسلام میں ڈاکہ، قتل، زنا کی سزا قتل ہے اور تمام اقوام ڈاکو، قاتل اور زانی کو دہشت گرد قرار دیتی ہیں اسی طرح اسلام میں توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم موجبِ قتل جرم ہے لہٰذا اس کو بھی دہشت گردی قرار دیا جائے گا۔

خلاصہ:

توہینِ رسالت دہشت گردی ہے اور حالیہ احتجاجات کو تمام مسلمان ملکوں کی عوام میں پریشانی، بے قراری کے پیدا ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

مسلمان سربراہوں سے درخواست:

☆ اپنے تمام ملکوں میں عدالتوں کے ذریعے قانون پاس کروائیں کہ توہینِ رسالت کرنے والا دہشت گرد ہے اور تمام مسلمان عدالتیں اس توہین کو دہشت گردی قرار دیں۔ نیز اقوامِ متحدہ سے بھی توہینِ انبیاء علیہم السلام کو دہشت گردی قرار دلایا جائے۔

☆ تمام مسلمان سربراہ اعلان کریں کہ توہینِ رسالت کرنے والا ہمارے قانون کی رو سے دہشت گرد ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔ لہٰذا توہینِ رسالت کرنے والے مجرم کو ہمارے حوالے کیا جائے۔

☆ جب تک یورپی ممالک ان دہشت گردوں کو مسلم سربراہوں کے حوالے نہ کریں اس وقت تک تمام مسلمان سربراہ کسی مجرم کو ان کافروں کے حوالے نہ کریں۔

☆ تمام مسلمان سربراہ اعلان کریں کہ آزادیٔ رائے کی آڑ میں توہینِ رسالت کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

☆ کیا آزادیٔ رائے کی آڑ میں حکومت کے خلاف بغاوت کی اجازت دی جاسکتی ہے؟

☆ کیا آزادیٔ رائے کی آڑ میں بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کی جاسکتی ہے؟

☆ کیا آزادیٔ رائے کی آڑ میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کی اجازت دی جاسکتی ہے؟

☆ کیا آزادیٔ رائے کی آڑ میں صدرِ مملکت کو گالیاں دی جاسکتی ہیں؟

اسلام میں دہشت گردی کی انتہا یہ ہے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر حملہ کر کے ان کی توہین کی جائے۔ اسلام میں اس کی سزا قتل ہے اور یہ ناقابلِ معافی جرم ہے۔ اس لیے مغرب کی پیروی میں جو مسلمان کہلانے والے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں یا غیر مسلم اقلیت کے جو افراد سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں، اسلام نے ان کی سزا قتل رکھی ہے اور اس قانون کا نام ہے ''قانون تحفظِ ناموسِ رسالت''

اب جو مرد یا عورت' قانون تحفظِ ناموسِ رسالت میں ترمیم کرنا چاہے یا ختم کرنا چاہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ توہینِ رسالت کا دروازہ کھولنا چاہتا ہے اور وہ بھی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کی توہین کا مرتکب ہو کر دہشت گردی پھیلانا چاہتا ہے جس سے تمام مسلمان پریشان اور اذیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس قانون کا استعمال غلط ہوتا ہے تو اس کا یہ حل نہیں کہ اس قانون کو ختم کر دیا جائے بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مقدمہ درج کرنے کا طریقہ کار ہی ایسا اختیار کیا جائے جس میں یہ شبہ ہی نہ رہے کہ اس قانون کا استعمال غلط ہوا ہے اور اگر بالفرض آپ کے نزدیک اس کا یہی ایک حل ہے کہ اس قانون کو ختم کر دیا جائے تو پھر جتنے بھی قوانین کا غلط استعمال ہوتا ہے ان سب کو ختم کرنا پڑے گا۔ مثلاً چوری، زنا، ڈاکہ اور زمین کے جھوٹے مقدمے درج کرائے جاتے ہیں اور غریب طبقے کا استحصال کیا جاتا ہے اور ماورائے قانون یہ سب کچھ ہوتا ہے ان قوانین کو بھی پھر ختم کر دیا جائے۔

اب ذمہ داری پارلیمنٹ پر ہے کہ وہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کی توہین کو دہشت گردی کے زمرے میں لائے۔ عدلیہ کی ذمہ داری یہ ہے کہ جیسے خودکش حملہ کرنے والا، بم دھماکہ کرنے والا، قتل کرنے والا، ڈاکہ ڈالنے والا دہشت گرد ہے ایسے ہی توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والا دہشت گرد ہے۔ عدالت توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والے کو دہشت گرد قرار دے نہ یہ کہ توہین رسالت کے مرتکب کو قتل کر کے ناموسِ رسالت پر فدا ہونے والے کو دہشت گرد قرار دے۔

اس تفصیل کو جاننے کے بعد سوچنے کی بات یہ ہے کہ شیری رحمٰن نے قانون تحفظِ ناموسِ رسالت میں ترمیم کا بل پیش کر کے کسی دہشت گردی کا ارتکاب تو نہیں کیا تھا؟ جس سے سارے مسلمان پریشانی میں مبتلا ہوئے۔ اور اسی طرح عاصمہ جہانگیر نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر کے دہشت گردی نہیں پھیلائی تھی؟ جس کے نتیجے میں پارلیمنٹ کے ارکان نے قانونِ تحفظِ ناموسِ رسالت کا بل پاس کر کے قانون بنایا تھا اور وہ اس پر قائم ہے اس نے ابھی تک توبہ نہیں کی۔ ایسے ہی جب تحفظِ ناموسِ رسالت کے لیے ملک گیر ہڑتال کی گئی تو عاصمہ جہانگیر نے یہ بیان دیا کہ ''مُلا ڈنڈے کے زور پر ہڑتال کرا سکتا ہے لیکن دل نہیں جیت سکتا اور اس نے سڑکوں پر دہشت گردی پھیلائی ہے'' کیا یہ بیان دہشت گردی نہیں؟

یہ دونوں مستورات جو کہ عملاً مکشوفات ہیں اس قانون کو ختم کرانے کی سعیٔ لاحاصل کر کے دہشت گردی تو نہیں پھیلا رہی ہیں؟ ایسے ہی ان کو مملکت میں اعلیٰ مناصب دے کر ملک کے سربراہان دہشت گردی کرنے والوں کی سرپرستی تو نہیں کر رہے؟